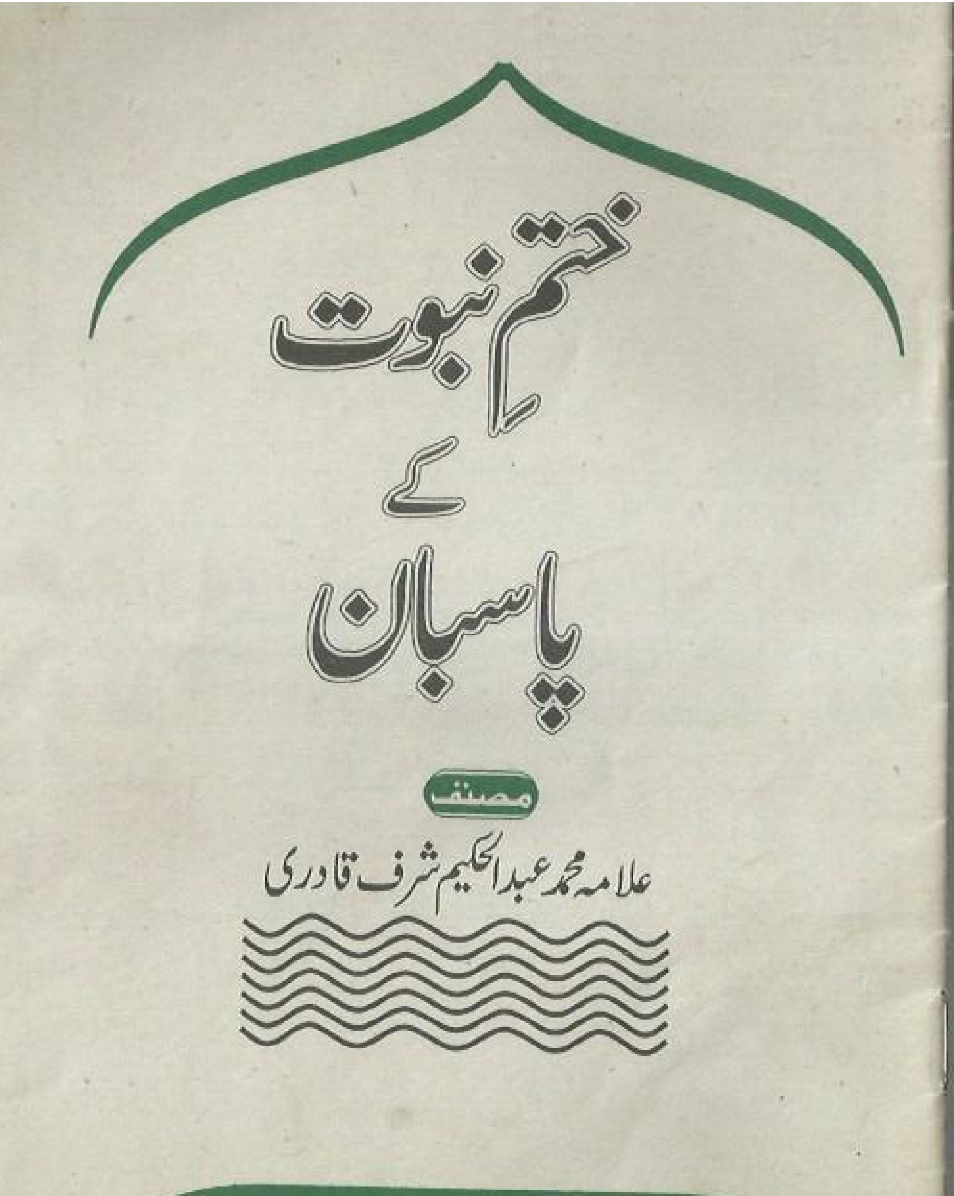


ختم نبوت کے پاسبان

مصنف

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

تحریک کلمہ حق، لاہور
اسلامی جمہوریہ، پاکستان

سلسلہ اشاعت نمبر ۹

نام کتاب ——— ختم نبوت کے پاسبان
مصنف ——— شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
پروف ریڈنگ ——— محمد عبدالستار طاہر مسعودی
کمپوزنگ ——— الحجاز کمپوزرز، اسلام پورہ لاہور
صفحات ——— ۱۶
تعداد ——— ۱۰۰۰
سن اشاعت ——— محرم الحرام ۱۴۲۶ھ / مارچ ۲۰۰۵ء
ناشر ——— تحریک کلمۂ حق، لاہور
ہدیہ ——— دعائے خیر بحق معاونین

نوٹ: ——— شائقین مطالعہ -/6 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

ملنے کا پتا

تحریک کلمۂ حق
مکان نمبر 1 / A-10 ۔ گلی نمبر 30
سنت نگر لاہور

ختم نبوت کے پاسبان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے جان و مال، عزت و آبرو اولاد اور وطن ہر چیز کی قربانی دے دی، مگر تقدسِ الوہیت اور ناموسِ رسالت پر آنچ نہیں آنے دی، اسی طرح ختمِ نبوت ایسے اسلام کے بنیادی عقیدے کے تحفظ کی خاطر سردھڑ کی بازی لگا دی، لیکن قصرِ نبوت میں نقب لگانے والے کسی بھی دشمنِ اسلام کو برداشت نہ کیا۔

حضور سید العالمین، خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دُنیا سے رحلت اہل بیت کرام اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے بہت بڑے صدمے کا باعث تھی، ابھی وہ اس روح فرسا سانحے کے غم سے سنبھل نہ پائے تھے کہ جگہ جگہ سے عرب کے مختلف قبائل کے مرتد ہونے کی خبریں آنے لگیں، ایک تشویشناک خبر یہ تھی کہ نبوت کا جھوٹا دعویدار مُسیلمہ کذاب یمامہ میں چالیس ہزار جنگجو افراد کا لشکر تیار کر کے اپنی پوزیشن خاصی مضبوط کر چکا ہے۔

پاسبانِ ختم نبوت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں مرتد ہونے والے قبائل کو راہِ راست پر لانے کے لئے متعدد دستے بھجوائے وہاں مسیلمۂ کذاب کے فتنے کی سرکوبی کے لئے پہلے حضرت عکرمہ پھر حضرت خالد بن ولید کو لشکر کا کمانڈر بنا کر بھیجا۔

سرزمین نجد کے خطہ یمامہ میں دونوں لشکروں کا گھمسان کا رن پڑا، دشمن کا دباؤ بڑا شدید تھا، کئی دفعہ تو یوں محسوس ہوا کہ دشمن غالب ہوا چاہتا ہے، مجاہدین اسلام نے بڑی تعداد میں جام شہادت نوش کیا، لیکن دشمن کا لشکر جرار آفتاب ختم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تربیت یافتگان کے جذبۂ جاں سپاری اور شوقِ شہادت کے مقابلے کی تاب نہ لا سکا، مرتدین کے پاؤں اکھڑ گئے اور انہوں نے بھاگ کر ایک باغ میں پناہ لی اور دروازہ بند کر لیا، لیکن اسلام کے شاہینوں کے سیل رواں کے آگے نہ تو تیروں کی بارش رکاوٹ بن سکی اور

نہ ہی باغ کی دیواریں بند باندھ سکیں، دروازے کا کھلنا تھا کہ مرتدین پر قیامت ٹوٹ پڑی، مسیلمہ کذاب اپنے بیس ہزار ساتھیوں سمیت کیفر کردار کو پہنچا اور اس باغ کا نام ہی ''موت کا باغ'' رکھ دیا گیا۔

اس طرح اولین پاسبانِ ختم نبوت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مجاہدین صحابۂ کرام نے ختم نبوت کے ان باغیوں کا قلع قمع کیا، اس کے بعد مختلف ادوار میں طالع آزماؤں نے مسندِ نبوت پر بیٹھنے کی کوشش کی، لیکن امتِ مسلمہ نے ایسی کسی بھی ناپاک کوشش کو کامیابی سے ہمکنار نہ ہونے دیا۔

دورِ آخر میں شاہ ولی محدث دہلوی کے پوتے شاہ اسمٰعیل دہلوی نے ''تقویۃ الایمان'' میں لکھا:

''اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ ایک کلمہ 'کُن' سے چاہے تو کروڑوں افراد جبریل اور محمد کی مثل پیدا کر ڈالے''۔

واضح طور پر اس عبارت کی زد عقیدۂ ختم نبوت پر پڑتی تھی، اس لئے شہید تحریک آزادی علامہ محمد فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا سخت نوٹس لیا، پہلے ایک مختصر تحریر لکھی پھر ''تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی'' کے نام سے ایک مبسوط تحریر سپردِ قلم کی اور بتایا کہ تم کروڑوں افراد کی بات کرتے ہو، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ عظمتیں دے رکھی ہیں کہ آپ کی مثل ایک فرد بھی نہیں ہو سکتا۔

پھر بعض لوگوں نے ایک ضعیف اور شاذ حدیث کو بنیاد بنا کر کہہ دیا کہ زمینیں سات ہیں اور اس زمین کے علاوہ باقی چھ زمینوں پر دیگر انبیاء کرام کی طرح حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک مثال موجود ہے، یعنی ''تقویۃ الایمان'' میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثالوں کو ممکن کہا گیا تھا اور اب بالفعل چھ مثالیں مان لی گئیں، یہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ایک اور کارروائی تھی، علماء اہل سنت نے اس کا سخت نوٹس لیا، حضرت مولانا نقی علی خاں بریلوی (والد ماجد امام احمد رضا بریلوی) نے اس کے خلاف مہم

چلائی، مولانا حافظ بخش بدایونی نے ''تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال'' میں ایسے اقوال اور ان کے قائلین کا رد کیا۔

دار العلوم دیوبند کے مہتمم مولوی محمد قاسم نانوتوی نے ''تحذیر الناس'' لکھ کر اس شاذ روایت کی تصدیق کی اور قرآن پاک کی نص قطعی ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' کی تاویل کر دی، حالانکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ نص قطعی کو برقرار رکھا جاتا اور ضعیف و شاذ حدیث کی تاویل کر دی جاتی۔

انہوں نے یہاں تک لکھ دیا:

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی بھی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔ (تحذیر الناس، ص ۳۴)

بعض ''خوش فہم'' لوگ کہتے ہیں کہ یہ ''قضیۂ فرضیہ'' ہے اس سے عقیدۂ ختم نبوت میں کیا فرق پڑتا ہے؟

انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ فرق یہی پڑتا ہے کہ قرآن پاک کی نص قطعی اور خاتم النبیین کا جو معنی احادیث مبارکہ کی تصریحات اور اجماع امت سے ثابت ہے اس کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں، اس کے باوجود آپ کی صحت پر کوئی اثر نہ پڑے تو آپ کی مرضی۔

دار العلوم دیوبند کے سابق مہتمم قاری محمد طیب نے تو دو قدم مزید آگے بڑھا کر قیل وقال کی گنجائش ہی ختم کر دی، وہ لکھتے ہیں:

''ختم نبوت کے یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا دنیا کو دھوکہ دینا ہے۔'' (خطبات حکیم الامت، ص ۵۰)

یہ وہ پس منظر تھا جس میں شاطر انگریزوں نے ایک ایسے شخص کی جستجو کی جو ان کی بھرپور حمایت کرے، چنانچہ انہیں مرزا غلام احمد قادیانی مل گیا جسے انہوں نے جھوٹی نبوت کی مسند پر بٹھا دیا اور اس سے اپنی حمایت میں اور دین اسلام کے خلاف ایسے ایسے بیانات دلوائے جنہیں پڑھ کر ایک مسلمان کا سر بارِ ندامت سے جھک جاتا ہے۔

امتِ مُسلمہ جس نے چودہ صدیوں میں کسی جھوٹے دعویدار نبوت کو قبول نہیں کیا تھا وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کیسے نبی یا مجدّد تسلیم کر لیتی؟ علماء اہل سنت و جماعت نے اپنی تمام تحریری، تقریری اور علمی توانائیاں اُس کے خلاف صرف کر دیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے ۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰-۱۸۹۹ء میں "شمس الھدایہ" لکھ کر حیات مسیح علیہ السلام پر زبردست دلائل قائم کئے، مرزائے قادیانی ان کا جواب تو نہ دے سکا البتہ پیر صاحب کو مناظرے کا چیلنج دے دیا۔ ۲۵/ جولائی ۱۹۰۰ء مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوئی، پیر صاحب علماء کی ایک بڑی جماعت کے ہمراہ اس تاریخ کو شاہی مسجد لاہور پہنچ گئے، لیکن مرزا کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی، اس خفت کو مٹانے کے لئے مرزا نے ۱۵/ دسمبر ۱۹۰۰ء کو سورۂ فاتحہ کی تفسیر "اعجاز المسیح" کے نام سے عربی زبان میں شائع کی اور تاثر یہ دیا کہ یہ الہامی تفسیر ہے، پیر صاحب نے ۱۹۰۲ء میں "سیف چشتیائی" لکھ کر شائع فرما دی جس میں مرزا صاحب کی عربی دانی کے دعوؤں کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اس کتاب کا جواب آج تک مرزائیوں پر قرض ہے۔

پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے مرزا کے دعاوی کی زبردست تردید کی بادشاہی مسجد لاہور میں مرزا کی موت کی پیش گوئی فرمائی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔

● ـــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے چھ رسائل اور کئی فتاویٰ اس کے رد میں لکھے۔

● ـــــ ایک رسالہ ان کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں نے لکھا۔

● ـــــ مولانا علامہ غلام دستگیر قصوری نے متعدد کتابیں لکھیں۔

● ـــــ علمائے پنجاب میں سے حضرت مولانا غلام قادر بھیروی نے پہلے پہل مرزا کے خلاف فتویٰ دیا۔

● ـــــ مولانا پیر غلام رسول قاسمی امرتسری نے عربی میں ایک کتاب لکھی جو اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی۔

● ـــــ قاضی فضل احمد لدھیانوی نے متعدد کتابیں لکھیں۔

● ـــــ حضرت مولانا انوار اللہ خاں، حیدر آباد دکن نے متعدد کتابیں لکھیں۔

● ـــــ حضرت مولانا خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے "معیار المسیح" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

● ـــــ مولانا محمد عالم آسی امرتسری نے "الکاویۃ علی الغاویۃ" کے نام سے دو جلدوں میں کتاب لکھی۔

● ـــــ مولانا حیدر اللہ نقشبندی مجددی نے "درۃ الدیانی علی المرتد القادیانی" کے نام سے کتاب لکھی۔

۱۹۲۴ء میں حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ قدس سرہٗ (میانی تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) اور مولوی جلال الدین شمس قادیانی کے درمیان "مسئلۂ حیات مسیح" علیہ السلام پر مناظرہ ہوا جس میں مسلمان مناظر مولانا مفتی غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کو زبردست کامیابی ہوئی، اس مناظرے میں الشیخ الجامع مولانا غلام محمد گھوٹوی اہل اسلام کی جماعت کے صدر تھے۔

ایک شخص پہلے مسلمان تھا پھر مرزائی ہو گیا، اس کی بیوی نے دعویٰ دائر کر دیا کہ میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہ گیا، جج نے طویل سماعت کے بعد اس خاتون کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس مقدمے میں مولانا علامہ غلام محمد گھوٹوی نے اہم کردار ادا کیا۔

مولانا محمد کرم الدین دبیر ہفت روزہ "سراج الاخبار"، جہلم کے ایڈیٹر تھے۔ انہوں نے مرزائیوں کے خلاف زوردار مضامین لکھے جنہوں نے مرزائیوں میں تہلکہ مچا دیا، انہوں نے یکے بعد دیگرے مولانا دبیر کے خلاف تین مقدمے دائر کر دیئے جن میں سے دو میں تو وہ باعزت بری ہو گئے، البتہ ایک مقدمے میں انہیں چون روپے جرمانہ ہو گیا۔ ۱۷/ جنوری ۱۹۰۳ء کو مرزائیوں نے ایک کتاب "مواہب الرحمٰن"، جہلم میں تقسیم کی جس میں مولانا کے خلاف دل کھول کر زہر اُگلا گیا تھا، مولانا نے مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم نور الدین کے خلاف مقدمہ کر دیا، مقدمہ دو سال چلتا رہا آخر ۱۸/ اکتوبر ۱۹۰۴ء

کو گورداسپور کے جج نے مرزا غلام احمد قادیانی پر پانچ سو روپے اور حکیم فضل دین پر دوسو روپے جرمانہ عائد کردیا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:

''تازیانۂ عبرت'' از مولانا دبیر رحمہ اللہ تعالیٰ۔

مولانا محمد حسن فیضی، مرزا کے بلند بانگ دعاوی سن کر ۱۳ر فروری ۱۸۹۹ء کو بنفس نفیس مسجد حکیم حسام الدین، سیالکوٹ میں پہنچ گئے اور اپنا ایک بے نقط عربی قصیدہ بغیر ترجمہ کے مرزائے قادیانی کو دیا جس میں لکھا تھا کہ اگر آپ کو الہام ہوتا ہے تو اس قصیدے کا مطلب حاضرین کو سنادیں، مرزائے قادیانی نے کچھ دیر دیکھنے کے بعد یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ ہمیں تو اس کا کچھ پتا نہیں چلتا، آپ اس کا ترجمہ کر کے دیں (سبحان اللہ! کیا میڈان یو۔کے نبوت ہے؟)

علامہ فیضی نے ۹ رمئی ۱۸۹۹ء کو ''سراج الاخبار'' میں یہ تمام واقعہ چھپوادیا اور مرزائے قادیان کو چیلنج دیا:

''صدر جہلم میں کسی مقام پر مجھ سے مباحثہ کرلیں، میں حاضر ہوں، تحریری کریں یا تقریری، اگر تحریر ہو تو نثر میں کریں یا نظم میں، عربی ہو یا فارسی، یا اردو، آیئے سنئے اور سنایئے۔''

عبرت ناک بات یہ ہے کہ جب تک علامہ فیضی حیات رہے مرزائے قادیانی کو چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ ہوسکی، کوئی رسوائی سی رسوائی تھی۔

کن کن حضرات کا ذکر کیا جائے؟ مرزائے قادیانی پر رد کرنے والے حضرات کا احاطہ کرنا بھی بہت مشکل ہے۔

● — حضرت شاہ سراج الحق گورداسپوری، ● — مولانا نواب الدین رامداسی،
● — پروفیسر محمد الیاس برنی، ● — مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری،
● — صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی ● — محدث اعظم ہند کچھوچھوی،
● — حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی، ● — پیر سید ولایت شاہ گجراتی،

● — مفتی احمد یار خاں نعیمی، ● — حافظ مظہر الدین،
● — مولانا محمد بخش مسلم، ● — مولانا ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی،
● — علامہ ارشد القادری، ● — سید محمود شاہ گجراتی،
● — مولانا قاضی عبدالغفور شاہپوری ● — مولانا غلام جہانیاں (ڈی آئی خان)
● — مولانا محمد شریف نوری (لاہور) ● — مولانا سید حامد علی شاہ گجراتی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حکیم اسد نظامی نے ایک دفعہ راقم کو بتایا تھا کہ حضرت شاہ اللہ بخش تونسوی کے حکم پر ردّ مرزائیت میں علمائے اہل سنت کی تصانیف تونسہ شریف کی لائبریری میں جمع کی گئی تھیں جن کی تعداد دو سو تھی۔

مرزائیوں کے خلاف پہلی دفعہ ۱۹۵۳ء میں تحریک چلائی گئی، جس کا مطالبہ یہ تھا کہ:

''ظفر اللہ مرزائی کو وزارت خارجہ کے منصب سے برطرف کیا جائے اور مرزائیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔''

اس تحریک میں تمام مکاتب فکر کے علماء شامل تھے اور تحریک کے صدر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری تھے۔ مرکزی قائدین کو گرفتار کر کے سکھر جیل میں نظر بند کردیا گیا، وہیں علامہ سید ابوالحسنات قادری کو اطلاع ملی کہ آپ کے اکلوتے فرزند مولانا سید خلیل احمد قادری کو تحریک میں حصہ لینے کی بنا پر سزائے موت دے دی گئی ہے، آپ کے جیل کے ساتھی علماء نے بچشم حیرت یہ منظر دیکھا کہ علامہ نے تمام تر صبر و سکون کے ساتھ یہ خبر سنی اور فرمایا:

''الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے میرا یہ معمولی ہدیہ قبول فرمالیا ہے۔''

دوسرے قائدین گرفتار ہوگئے تو مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی نے مسجد وزیر خاں کو مرکز بنا کر اپنی شعلہ بار تقریروں سے تحریک کو آگے بڑھایا، ان ہی دنوں ایک ڈی۔ ایس۔ پی قتل ہوگیا، مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی کو گرفتار کرلیا گیا اور ان کے خلاف پھانسی کا فیصلہ صادر کردیا گیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

بعد میں علامہ نیازی کو رہا کر دیا گیا اور مولانا سید خلیل احمد قادری کی سزائے موت کی خبر بھی غلط ثابت ہوئی، اس تحریک میں

- علامہ سید احمد سعید کاظمی،
- مولانا غلام محمد ترنم،
- مولانا غلام الدین (انجمن شیدا، لاہور)
- مولانا محمد بخش مسلم،
- مولانا عبد الحامد بدایونی،
- شاہ عبد العلیم میرٹھی،
- صاحبزادہ سید فیض الحسن آلومہاروی،
- علامہ عبد الغفور ہزاروی،
- مفتی محمد حسین نعیمی،
- مولانا سید افتخار الحسن شاہ،
- پیر محمد قاسم مشوری،
- مفتی محمد حسین سکھروی،
- مفتی صاحبداد خان پیر جو گوٹھ، سندھ،
- پیر صاحب سیال شریف،
- پیر صاحب گولڑہ شریف،
- پیر صاحب بھرچونڈی شریف،
- پیر صاحب مانکی شریف،
- پیر صاحب زکوڑی شریف

اور دیگر علماء ومشائخ نے حصہ لیا، مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری نے اپنے اسٹیج سے بھرپور انداز میں مسئلہ ختم نبوت بیان کیا اور مرزائے قادیانی کی جھوٹی نبوت کو طشت ازبام کیا۔ محدث اعظم نے ایک رسالہ لکھا تھا جس کا نام ہے: ''مرزا مرد ہے یا عورت؟''

دوسری دفعہ ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت چلی جس میں حسب سابق تمام مکاتب فکر شامل تھے۔ مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی تھے، قومی اسمبلی میں تحریک کے روح رواں قائد اہل سنت اور قائد حزب اختلاف علامہ شاہ احمد نورانی تھے انہوں نے ۳۰ رجون ۱۹۷۴ء کو قرارداد پیش کی کہ:

''مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔''

مرزائیوں کی لاہوری پارٹی نے پچاس لاکھ روپے کی پیشکش کی اور کہا کہ قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں جسے مولانا نورانی نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا، قومی اسمبلی میں مرزا طاہر پیش ہوا اس نے اپنا موقف پیش کرتے ہوئے مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب ''تحذیر الناس'' پیش کی جس میں انہوں نے لکھا ہے:

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔''

اس پر بہت سے افراد کے سر جھک گئے، البتہ قافلہ سالار تحریک ختم نبوت علامہ شاہ احمد نورانی نے گرج کر کہا:

''ہم ایسی عبارات کو نہیں مانتے اور اس کے قائلین کو مسلمان نہیں جانتے، ناموسِ رسالت کے کسی غدار سے ہماری مصالحت نہیں ہو سکتی۔''

اس قرارداد کی تائید میں ۲۲ ارکان نے دستخط کئے، بعد میں ان کی تعداد ۳۷ ہو گئی

ان میں

- علامہ عبد المصطفیٰ ازہری (کراچی)
- سید محمد علی (حیدر آباد) اور
- مولانا محمد ذاکر (جھنگ)

بھی شامل تھے جو جمعیۃ العلماء پاکستان کی ٹکٹ پر ایم این اے منتخب ہوئے تھے۔ البتہ دیوبندی مکتب فکر کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبد الحکیم نے مفتی محمود کے اصرار کے باوجود دستخط نہیں کئے۔

بالآخر ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے مرزائیوں (خواہ وہ قادیانی ہوں یا لاہوری) کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا، اس وقت مسٹر ذو الفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان تھے۔

مختصر یہ کہ علماء ومشائخ اہل سنت نے روزِ اول سے آج تک مرزائیوں اور مرزائی نوازوں کا تحریری اور تقریری طور شدّ ومدّ سے رد کیا ہے اور ان کے عقائد باطلہ اور دجل و فریب کو بے نقاب کیا ہے۔

قانونی طور پر پاکستان میں تو مرزائیت کا مسئلہ نپٹا دیا گیا، لیکن چونکہ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کی طرح انہیں بھی انگریزوں اور دیگر غیر مسلم اقوام کی سرپرستی اور امداد حاصل ہے، اس لئے اُن کی ریشہ دوانیاں بدستور پاکستان اور بیرونِ پاکستان جاری ہیں، افریقہ اور دیگر یورپین ممالک میں ان کی تبلیغ بھرپور انداز میں جاری ہے، برطانیہ میں تو انہوں نے باقاعدہ ٹی وی کا ایک چینل خرید رکھا ہے، جس پر دن رات مرزائیت کا پروپیگنڈا جاری ہے۔

پیر سید منور حسین شاہ جماعتی مدظلہ کی سرپرستی میں جامع مسجد امیر ملت، برمنگھم میں ہر سال ''عالمی تاجدار ختم نبوت کانفرنس'' منعقد کی جاتی ہے، ۲/ستمبر ۲۰۰۱ء کی کانفرنس میں راقم کو بھی خطاب کرنے کا موقع ملا تھا۔

ایک دفعہ پیر سید نصیر الدین شاہ گولڑوی نے دورانِ گفتگو کہا کہ ''میرے جدِّ امجد پیر سید مہر علی شاہ ڈیڑھ کنال زمین کے مالک تھے اس کے باوجود انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا تھا، آج ہم اربوں روپے کی جائیداد کے مالک ہیں اور ردّ مرزائیت میں کچھ نہیں کر رہے''، انہوں نے ردّ مرزائیت کے لئے پاکستان میں ٹی وی چینل کا ٹائم خریدنے کا عندیہ بھی ظاہر کیا تھا۔

ایک نوجوان صادق علی زاہد نے ردّ مرزائیت کے سلسلے میں علمائے اہل سنت کی خدمات پر اڑھائی تین سو صفحات کی کتاب لکھی ہے جو چھپ چکی ہے۔ جناب سردار محمد خاں لغاری ''لانبی بعدی'' کے نام سے ایک ماہنامہ نکال رہے ہیں۔

ضرورت تھی کہ کوئی بلند ہمت مجاہد علماء اہل سنت کے علمی اور تحقیقی کام کو جمع کر کے ایک سیٹ کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرتا تا کہ مسلمان اس کا مطالعہ کر کے اپنا ایمان

مضبوط کریں اور غیر مسلم بشمول مرزائیوں کے اس کا مطالعہ کر کے نورِ ایمان وہدایت حاصل کریں، سوء اتفاق کہ عموماً ہماری کتابیں ایک دفعہ چھپتی ہیں اور اس کے بعد ناپید ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا علامہ مفتی محمد امین قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کہ انہوں نے اس عظیم الشان مقصد کے لئے کمر ہمت باندھ لی ہے اور ''عقیدۂ ختم نبوت'' کے نام سے اس سلسلہ کا آغاز کر رہے ہیں جس کی پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

پیش کردہ تصانیف کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

(۱) حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

❶ رجم الشياطين براغلوطات البراهين (عربی)
❷ تحقیقات دستگیر (اردو)
❸ فتح رحمانی (اردو)

(۲) حضرت علامہ غلام رسول قاسمی امرتسری

❶ الالهام الصحيح فى اثبات حياة المسيح (عربی)
❷ الالهام الصحيح فى اثبات حياة المسيح (اردو ترجمہ)

(۳) امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز:

❶ جزاء الله عدوه لابائه ختم النبوة (۱۳۱۷ھ)
❷ السوء والعقاب على المسيح الكذاب (۱۳۲۰ھ)
❸ قهر الديان على مرتد بقاديان (۱۳۲۰ھ)
❹ المبين معنى ختم النبيين (۱۳۲۶ھ)
❺ الجراز الديانى على المرتد القاديانى (۱۳۴۰ھ)
❻ المعتقد المنتقد

(۴) فاتح قادیانیت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ:

❶ ہدایۃ الرسول ——— (فارسی)

❷ شمس الہدایہ ——— (اردو)

❸ سیف چشتیائی ——— (اردو)

(۵) قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

❶ کلمۂ فضل رحمانی

❷ جمعیت خاطر

(۶) حضرت علامہ انوار اللہ فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ ——— صدر الصدور حیدر آباد، دکن:

❶ افادۃ الافہام (دو جلدیں)

❷ انوار الحق

❸ مفاتیح العلام

(۷) مولانا حیدر اللہ نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ:

❶ درّۃ الدّیانی علی المرتد القادیانی

(۸) حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ، سیال شریف:

❶ معیار المسیح

(۹) حجۃ الاسلام مولانا علامہ حامد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

❶ الصارم الربانی علی اسراف القادیانی

(۱۰) حضرت مولانا علامہ مفتی غلام مرتضیٰ چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ میانی ضلع سرگودھا:

❶ الظفر الرحمانی علی کسف القادیانی

(۱۱) مولانا علامہ کرم الدین دبیر، مجاہد اسلام رحمہ اللہ تعالیٰ، جہلم:

❶ تازیانۂ عبرت

(۱۲) عالمی مبلغ اسلام شاہ عبد العلیم میرٹھی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ (خلیفۂ امام احمد رضا):

❶ مرزائی حقیقت کا اظہار

(۱۳) مولانا علامہ پروفیسر محمد الیاس برنی رحمہ اللہ تعالیٰ:

❶ متعدد کتب

(۱۴) مولانا علامہ عبد الحفیظ حقانی رحمہ اللہ تعالیٰ مفتی آگرہ (ملتان):

❶ السیوف الکلامیۃ لقطع الدعاوی الغلامیۃ

پہلے مرحلے میں نمبر ایک سے لے کر نمبر ۹ تک حضرات علماء و مشائخ کی تصانیف پیش کی جا رہی ہیں۔ سر دست اندازہ ہے کہ بیس جلدیں تو ہو ہی جائیں گی، بلاشبہہ یہ لاکھوں روپے کا منصوبہ اور وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، مولائے کریم جل مجدہٗ انہیں پردۂ غیب سے وسائل اور معاونین عطا فرمائے، تاکہ وہ اس کار اہم و عظیم کو خوش اسلوبی سے انجام دیں۔

محمد عبد الحکیم شرف قادری

لالہ زار کالونی، لاہور

۲۰ رشوال ۱۴۲۵ھ

۴ ردسمبر ۲۰۰۴ء

ممالک اسلامیہ میں قادیانیوں کا حشر

۱ ۱۹۵۳ء میں مصر نے اپنے ملک میں قادیانیوں کے داخلے پر پابندی عائد کر دی اور جماعت احمدیہ کو غیر قانونی قرار دے دیا، کیونکہ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قادیانیوں کا مرکز تل ابیب (اسرائیل) میں ہے۔ جمہوریہ شام نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کا فتویٰ جاری کیا۔

۲ ۱۹۶۵ء میں اسلامی مشاورتی کونسل نے تجویز پیش کی کہ مرتد ہونے والوں کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے۔

۳ ۱۹۶۷ء میں غیر مسلم کی حیثیت سے حرمین شریفین میں داخلے کے جرم میں قادیانیوں کو گرفتار کیا گیا۔ ۱۹۷۳ء کے پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تعریف متعین کر دی گئی اور یہ دفعہ رکھی گئی کہ "صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کا مسلمان ہونا لازمی ہوگا۔"

۴ ۲۶ راپریل ۱۹۷۳ء کو رابطہ عالم اسلامی کے ایک اجلاس میں اسلامی ممالک کی ایک سو سے زائد تنظیموں کے مقتدر نمائندے شریک تھے، قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

۵ ۲۹ راپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔

۶ ۲۵ رمئی ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم نے اس قرارداد کی توثیق کی۔ اس طرح آزاد کشمیر اسمبلی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

۷ ۳۰ رجون ۱۹۷۴ء کو سرحد اسمبلی میں متفقہ طور پر قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کی قرارداد منظور ہوئی۔

۸ ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا قانون منظور کیا اور قرار دیا کہ قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ دونوں غیر مسلم ہیں۔

ماہنامہ "معارف رضا" کراچی، شمارہ ستمبر ۲۰۰۳ء